THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

دوستوفسکی کے ناولوں میں انسانی نفسیات، احساسِ جرم اور وجودی بحران کا مطالعہ

"A STUDY OF HUMAN PSYCHOLOGY, GUILT, AND EXISTENTIAL CRISIS IN THE NOVELS OF DOSTOEVSKY"

☆عائشہ سیدہ

ایم فل اسکالر شعبہ اردو، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی، ساہیوال کیمپس

ayeshasayeda826@gmail.com

☆راشدہ اسلم

ایم فل اسکالر شعبہ اردو، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی، ساہیوال کیمپس

pshahzel@gmail.com

☆منیر احمد

پی۔ ایچ۔ ڈی اسکالر شعبہ، اُردو بہاالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

Munirahmad31000@gmail.com

Abstract:

Fyodor Dostoevsky is regarded as one of the greatest novelists of the nineteenth century who made human psychology, guilt, spiritual conflict, social disorder, and existential crisis the central themes of his fiction. Dostoevsky's novels not only portray Russian society but also represent the inner collapse, psychological anxiety, and moral crisis of modern humanity. This paper presents a psychological, existential, and critical study of Dostoevsky's major novels, particularly Crime and Punishment, The Idiot, Notes from Underground, *and* The Brothers Karamazov. *The study draws upon the theoretical perspectives of Sigmund Freud, Mikhail Bakhtin, Jean-Paul Sartre, and existential philosophy to examine how Dostoevsky artistically portrays human consciousness, guilt, inner suffering, and spiritual unrest. The research concludes that Dostoevsky's literature serves as a universal metaphor for the crisis of modern human existence, moral decay, and the spiritual quest for meaning.*

Keywords:

Dostoevsky, Guilt, Human Psychology, Existentialism, Russian Literature, Modern Novel, Spiritual Crisis, Psychoanalytic Criticism

انیسویں صدی کا روس سیاسی، سماجی اور فکری انتشار کا شکار تھا۔ زار شاہی نظام، غربت، طبقاتی کشمکش، انقلابی تحریکیں اور مذہبی بحران روسی معاشرے کو مسلسل بے چینی کی طرف دھکیل رہے تھے۔ ایسے عہد میں فیودور دوستوفسکی نے اپنے ناولوں کے ذریعے انسانی روح کے تاریک گوشوں کو دریافت کیا۔ دوستوفسکی محض ایک ناول نگار نہیں بلکہ انسانی نفسیات کا عمیق مبصر بھی تھا۔ اس کے کردار احساسِ جرم، تنہائی، غربت، روحانی شکست اور وجودی اضطراب کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔

دوستوفسکی کی اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ اس نے انسان کے باطن کو صرف اخلاقی یا سماجی زاویے سے نہیں بلکہ نفسیاتی اور وجودی سطح پر بھی سمجھنے کی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ سگمنڈ فرائڈ، ژاں پال سارتر، البرٹ کامیو اور میخائل باختین جیسے مفکرین نے اسے جدید انسانی شعور کا سب سے بڑا ترجمان قرار دیا۔ دوستوفسکی کے ناولوں میں انسان بیک وقت نیکی اور برائی، ایمان اور الحاد، محبت اور نفرت، آزادی اور جبر کے درمیان معلق نظر آتا ہے۔

فیودور دوستوفسکی نے اپنے ناولوں میں احساسِ جرم کو کس فنی اور نفسیاتی انداز میں پیش کیا ہے۔ اس کے کردار اکثر کسی نہ کسی اخلاقی خطا، روحانی اضطراب یا داخلی شکست کا شکار دکھائی دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں ان کے اندر شدید نفسیاتی کشمکش پیدا ہوتی ہے۔ دوستوفسکی انسانی نفسیات کی پیچیدگیوں کو محض خارجی واقعات کے ذریعے نہیں بلکہ داخلی خود کلامی، ذہنی انتشار، خواب، خوف اور روحانی اذیت کے ذریعے نمایاں کرتا ہے۔ اس کے ناولوں میں کردار مسلسل اپنے ضمیر، وجود، ایمان اور سماجی حقیقت کے درمیان معلق نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے کردار وجودی بحران کی ایسی کیفیت کی نمائندگی کرتے ہیں جہاں انسان آزادی، تنہائی، بے معنویت اور اخلاقی شکست

کے احساس سے دوچار ہوتا ہے۔ دوستوفسکی کے ناول جدید انسانی روح کے ان نفسیاتی اور اخلاقی مسائل کی عکاسی کرتے ہیں جو احساسِ جرم، روحانی تنہائی، اخلاقی زوال، خود نفرت، معاشرتی جبر اور انسانی بے یقینی سے وابستہ ہیں۔ اس طرح اس کا ادب صرف روسی معاشرے کی تصویر نہیں بلکہ جدید انسان کے داخلی بحران اور روحانی اضطراب کا عالمی استعارہ بن جاتا ہے۔

سگمنڈ فرائڈ نے دوستوفسکی کو انسانی لاشعور کا عظیم ترین ادیب قرار دیا اور اس کے ادب کو احساسِ جرم اور نفسیاتی کشمکش کا مظہر بتایا۔ میخائل باختین نے اپنی معروف کتاب *Problems of Dostoevsky's Poetics* میں دوستوفسکی کے ناولوں کو "Polyphonic Novel" قرار دیا، جہاں ہر کردار اپنی آزاد فکری آواز رکھتا ہے۔ Joseph Frank نے دوستوفسکی کی فکری اور سوانحی تشکیل پر مفصل کام کیا، جبکہ ژاں پال سارتر اور البرٹ کامیو نے اس کے کرداروں کو وجودی بحران اور انسانی بے معنویت کی علامت قرار دیا۔ اردو تنقید میں حسن عسکری، انیس ناگی، مشاہد حمید اور ظ۔ انصاری نے دوستوفسکی کے نفسیاتی، فکری اور سماجی پہلوؤں پر قابلِ قدر مضامین تحریر کیے ہیں۔

فرائڈ کے مطابق انسانی شخصیت دبی ہوئی خواہشات، لاشعوری محرکات اور احساسِ جرم کا مجموعہ ہے۔ دوستوفسکی کے کردار خصوصاً راسکولنیکوف، Underground Man اور ایوان کرامازوف انہی نفسیاتی پیچیدگیوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

"اکثر صورتوں میں لوگ، فاسق و فاجر لوگ بھی، اس سے کہیں زیادہ سادہ دل اور بھولے بھالے ہوتے ہیں جتنا کہ عام طور پر انہیں سمجھا جاتا ہے۔"(1)

وجودی فلسفے کے مطابق انسان آزادی، تنہائی، خوف اور بے معنویت کے بحران کا شکار ہے۔ دوستوفسکی کے اکثر کردار اسی وجودی اضطراب میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں جہاں وہ اپنے وجود، اخلاق اور ایمان کے سوالات سے نبرد آزما رہتے ہیں۔

دوستوفسکی نے انسانی نفسیات کو محض خارجی اعمال کے ذریعے نہیں بلکہ داخلی خود کلامی، خواب، خوف، احساسِ جرم اور روحانی کشمکش کے ذریعے پیش کیا۔ اس کے کردار بیک وقت نیکی اور برائی کے درمیان معلق دکھائی دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ناول نفسیاتی حقیقت نگاری کی اعلیٰ مثال تصور کیے جاتے ہیں۔

ٹالسٹائی نے دوستوفسکی کے بارے میں کہا تھا:

"دوستوفسکی نے اپنے کرداروں کے ذریعے انسانی روح کے ان گوشوں کو دریافت کیا جن تک عام ادیب کی رسائی ممکن نہیں۔"(2)

دوستوفسکی کے ابتدائی حالاتِ زندگی بھی اس کی نفسیاتی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے والد سخت مزاج تھے جبکہ غربت، جبر اور سماجی ناہمواریوں نے اس کے شعور پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ یہی تجربات بعد ازاں اس کے ناولوں میں داخلی اضطراب اور انسانی شکستگی کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

"مفلسی کوئی برائی نہیں... لیکن بھیک مانگنا برائی ہے۔ مفلسی میں انسان اپنی فطری شرافت برقرار رکھ سکتا ہے۔"(3)

دوستوفسکی کا شہرۂ آفاق ناول *Crime and Punishment* انسانی نفسیات کے مطالعے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا مرکزی کردار "راسکولنیکوف" ایک ایسا نوجوان ہے جو خود کو غیر معمولی انسان سمجھتے ہوئے قتل کا ارتکاب کرتا ہے، مگر بعد ازاں احساسِ جرم اور ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔

ناول میں دوستوفسکی نے ضمیر کی عدالت کو قانون سے زیادہ طاقتور ثابت کیا ہے۔ راسکولنیکوف کا داخلی اضطراب اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ انسان اپنے باطن سے فرار حاصل نہیں کر سکتا۔

راسکولنیکوف کہتا ہے:

"درد اور اذیت ہمیشہ ایک عظیم شعور اور گہرے دل کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔"(4)

یہ اقتباس دوستوفسکی کے فکری نظریے کی بنیاد ہے جہاں اذیت انسان کی روحانی تطہیر اور اخلاقی بیداری کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

Notes from Underground کو جدید وجودی ادب کی ابتدائی مثالوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس ناول کا مرکزی کردار معاشرے سے کٹا ہوا، احساسِ کمتری اور نفسیاتی انتشار کا شکار انسان ہے۔

ناول کا آغاز ہی اس جملے سے ہوتا ہے:

"میں ایک بیمار انسان ہوں... ایک بدمزاج انسان۔"(5)

Underground Man جدید انسان کی بے معنویت، تنہائی اور خود نفرت کی علامت بن جاتا ہے۔ دوستوفسکی نے اس کردار کے ذریعے یہ واضح کیا کہ انسان اکثر اپنی تباہی کا خود ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس ناول میں داخلی خود کلامی، ذہنی انتشار اور خود ساختہ اذیت کو جس شدت سے پیش کیا گیا ہے وہ جدید نفسیاتی فکشن کی بنیاد بن گیا۔

دوستوفسکی نے *The Idiot* میں "پرنس میشکن" کے کردار کے ذریعے ایک مثالی انسان کی تصویر پیش کرنے کی کوشش کی۔ پرنس میشکن محبت، سادگی، سچائی اور ہمدردی کی علامت ہے، مگر معاشرہ اسے "احمق" قرار دیتا ہے۔

دوستوفسکی نے اپنے ایک خط میں لکھا:

"ایک مثالی انسان کی مکمل تصویر پیش کرنا ہمارے زمانے کا سب سے دشوار کام ہے۔"(6)

پرنس میشکن اس حقیقت کی نمائندگی کرتا ہے کہ جدید معاشرہ معصومیت اور اخلاقی پاکیزگی کو قبول کرنے کی صلاحیت کھو چکا ہے۔ دوستوفسکی کے نزدیک جدید تہذیب مادی ترقی کے باوجود روحانی طور پر شکست خوردہ ہو چکی ہے۔

The Brothers Karamazov دوستوفسکی کا آخری اور عظیم ترین ناول ہے۔ اس میں مذہب، اخلاقیات، الحاد، روحانی کشمکش اور باپ کے قتل جیسے موضوعات کو فلسفیانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

ایوان کرامازوف کا مشہور جملہ:

"اگر خدا موجود نہیں تو پھر ہر چیز جائز ہے۔"(7)

یہ اقتباس دوستوفسکی کے فکری بحران کا مرکز ہے۔ ناول میں ہر کردار کسی نہ کسی سطح پر روحانی بے یقینی، اخلاقی اضطراب اور وجودی بحران کا شکار ہے۔

اس ناول میں "فیودور پاولووچ کرامازوف" ایک خود غرض، بدکردار اور ظالم انسان کے طور پر سامنے آتا ہے، جبکہ اس کے بیٹے دمتری، ایوان اور الیوشا مختلف نفسیاتی اور روحانی رویوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ باپ کے قتل کا واقعہ دراصل اخلاقی زوال، روحانی بحران اور جدید انسان کی داخلی شکست کا استعارہ بن جاتا ہے۔

دوستوفسکی کے ناولوں میں عورت محض رومانوی علامت نہیں بلکہ نفسیاتی، سماجی اور روحانی پیچیدگیوں کی نمائندہ ہے۔ نستاسیا، گروشینکا، پولینا اور کاترینا جیسے کردار محبت، اذیت، قربانی اور خود تباہی کے مختلف پہلو سامنے لاتے ہیں۔

دوستوفسکی کے نسوانی کردار اس جابرانہ سماجی نظام کی عکاسی کرتے ہیں جہاں عورت جذباتی اور معاشی استحصال کا شکار ہے۔ اس کے نسوانی کردار محبت اور تباہی، قربانی اور بغاوت کے درمیان معلق دکھائی دیتے ہیں۔

دوستوفسکی نے انسانی نفسیات، احساسِ جرم، روحانی بحران اور وجودی اضطراب کو جس گہرائی کے ساتھ پیش کیا وہ جدید فکشن میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کے کردار محض افسانوی پیکر نہیں بلکہ جدید انسان کی داخلی شکست، خوف، تنہائی اور نجات کی جستجو کے نمائندہ ہیں۔

دوستوفسکی کا ادب صرف روسی سماج تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے نفسیاتی اور روحانی بحران کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے ناول انسانی روح کے ان تاریک گوشوں کو سامنے لاتے ہیں جہاں انسان اپنے ضمیر، وجود، ایمان اور آزادی کے سوالات سے مسلسل نبرد آزما رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوستوفسکی آج بھی جدید دنیا کے اہم ترین ناول نگاروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

Fyodor Dostoevsky, جرم وسزا, trans. مظہر الحق علوی (Lucknow: Naseem Book Depot, n.d.), 367.

1. Mikhail Bakhtin, Problems of Dostoevsky's Poetics, trans. Caryl Emerson (Minneapolis: University of Minnesota Press, 1984), 15–42.
2. مشاہد حمید، مترجم، کرامازوف برادران (لاہور: تخلیقات، 2002)، ص418
3. Fyodor Dostoevsky, Crime and Punishment (Moscow: Moscow Press, 1866), 112–167.
4. انیس نقوی، مترجم، تہ خانے سے (لاہور: جمالیات، 2003)، ص42
5. مشاہد حمید، مترجم، کرامازوف برادران (لاہور: تخلیقات، 2002)، ص298
6. حسن عسکری، مترجم، جرم وسزا (لاہور: تخلیقات، 2001)، ص156